گرتو برا نہ جانے

اہل علم سے معذرت کیساتھ

ترجمہ وتفہیم۔مولانا محمد ادریس سلفی

زمانہ حاضر روحانی وجسمانی امراض کیلئے ایک عجیب صورت پیش کر رہا ہے ایسی بیماریاں سامنے آ رہی ہیں جونسل انسانی میں موجود نہ تھیں اس سے بھی زیادہ سنگینی یہ ہے کہ نبض شناس حضرات خود بیمار ہو چلے ہیں میدان دعوت میں اترنے والے اور داعیان حق کے ساتھ منسلک ہونے والے نئے ہمسفر عموماً ''انا و لا غیری'' کے زعم میں مبتلا ہو جاتے ہیں انہیں وہم ہونے لگتا ہے کہ ہمارا فہم حرف آخر ہے یہ ''اعجاب کل ذی رائی برایہ'' ہر صاحب رائے کا اپنی رائے کو برتر واعلیٰ خیال کرنا۔ کا مریض اپنے آپ کو دھویں کی طرح اوپر ہی اوپر اٹھتا خیال کرتا ہے خود کو علم وفراست اور حکمت ودانش کا پہاڑ خیال کرنے والا یہ طبقہ ابتلاء وآزمائش میں کچے دھاگے اور غیر پختہ گھڑے کی مانند ہوتا ہے اور سارا سرمایہ کالعہن المنفوش ہو جاتا ہے۔

قصہ مختصر اس مرض کے عموماً دو اسباب ہوتے ہیں

(1) کتب بینی نہ کہ قطب بینی۔علم وعمل سے آراستہ شخصیات سے فیض یاب ہونے کے بجائے صرف کتب دروس اور علمی مذاکروں سے پیاس بجھانا۔ان علمی چشموں کی اہمیت سے انکار ناممکن ہے لیکن سونے کو زیور بننے کیلئے کسی ماہر کاریگر کی زیر نگرانی بھٹی میں سے گذرنا پڑتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم کے ساتھ تربیتی مرکز ''صفہ'' سے پختہ رنگ چڑھا کر سوئے عالم روانہ فرماتے جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ **تعلمنا العلم والعمل جمیعا**''

ہم نے علم وعمل ساتھ ساتھ حاصل کیئے

(2) ناقص و نا تمام علم۔دعوت دین کا فریضہ ادا کرنے کی غرض سے محو سفر ہونے سے قبل جس طرح لبادہ جہالت کو اتارنا ضروری ہے ناقص علم سے متصف ہونا بھی انتہائی مہلک ثابت ہوا ہے علم میں صرف ''ابوشبر'' (ایک بالشت علم والا) ہونا واقعات کی روشنی میں جہالت سے بھی زیادہ ضرر رساں واقع ہوا ہے۔حدیث مبارک ''**وان من العلم جھلاً وان من القول عیالاً**'' میں شاید ایسے ہی مقامات کی طرف اشارہ ہے

سلف کے بقول علم کی جانب پیش قدمی کے تین درجات ہیں

(1) جب کوئی شخص علم میں ایک بالشت (ابو بشر) آگے بڑھتا ہے تو اس میں ایک قسم کا غرور تکبر رونما ہوتا ہے۔

ایک طالب علم نے بسیار کوشش کر کے قال کی تعلیل بمع قاعدہ یاد کیا اور سمجھا کہ اب تو میں اس علم میں یکتا ہوں اور شاید ہی کسی کو یہ تعلیل بمع قاعدہ از بر ہو چنانچہ ایک شب پاکستان کے مشہور ومعروف مفسر

قرآن جب خطاب کے بعد سامعین کے اسئلہ پر جواب دے رہے تھے اس نے بھی اپنا سوال بھیج دیا'' آپ کی شہرت ہے کہ بڑے عالم اور مفسر قرآن ہیں آپ زبانی قال کی تعلیل بمع قاعدہ بتائیں؟

(2) جب ایک بالشت مزید علم کی طرف بڑھتا ہے تو تواضع پیدا ہوتی ہے

(3) اب جو تیسری بالشت بھی علم دوستی میں آگے نکلتا ہے علم کی چابی ہاتھ میں آتی ہے علمی خزانے نظر آنے لگتے ہیں تو یہ بات منکشف ہوجاتی ہے کہ مجھے تو ابھی کچھ بھی حاصل نہیں ہوا حاصل شدہ تو فقط ایک چابی ہے اور جو باقی ہے وہ بہت کچھ۔۔۔

کہتے ہیں ڈارون مرتے وقت کہنے لگا میری مثال اور وہ علوم جو آج تک مجھ پر منکشف ہوئے ایسا ہے جیسے ایک آدمی سمندر کنارے حسرت سے کھڑا ہو مگر سمندر کے طول وعرض کے سامنے اپنی بے بسی کے اظہار کے سوا کچھ نہ کرسکے۔

کتنی تعداد ہے ''ابو بشر'' اہل علم کی جو کچھ پا کر سمجھتے ہیں ہم نے بہت کچھ سمیٹ لیا ہے اہل علم وفضل اور ہم میں فرق ختم ہوچکا ہے اب تو جسے چاہتے ہیں خطاونسیان سے موصوف گردانتے ہیں کسی کو برملا کہتے ہیں وہ غلط کہتا ہے۔

بعض تو اس عہدہ سے بھی علو اختیار کرجاتے ہیں انہیں سلف صالحین کے فتاوی واقوال کی طرف رہنمائی کی جائے تو بلاتامل گویا ہوتے ہیں ''هم رجال و نحن رجال''

بلوغ المرام سے چند احادیث صحیحہ حفظ کرکے اپنی عمر سے زیادہ تجربہ رکھنے والے شیوخ الحدیث کسی گنتی میں نہیں لاتے انہیں یہ وہم لاحق ہوجاتا ہے کہ ہم ماہر وحافظ حدیث ہیں کسی کو ترجیح کیوں کردیں۔

ان کی مثال اس مینڈک سے ہرگز بڑھ کر نہیں جو ایک تالاب یا کنویں میں چند چھلانگیں لگا کر اس کے حدود اربعہ کو ماپنے کے بعد رگیں پھلا لیتا ہے کہ دنیا کا عظیم سمندر ہمارے چند قدموں تلے ہے اسے علم ہی نہیں کہ یہ تو سمندر کے عشر عشیر بھی نہیں۔

قل للذی یدعی علما

عرفت شیئا و غابت عنک اشیاء

انہیں علم نہ ہونے کے باوجود یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ہمیں علم نہیں ہے نادان کو اپنی نادانی کا علم ہو جائے تو شاید واپسی کا راہ لے اور اوہام کی دنیا سے حقیقت میں قدم رکھ لے۔

مہربان دوست آپ ''ابو بشر'' ہیں یا نہیں؟ یہ جاننے کیلئے اپنے اندر سلف صالحین' علماء ومشائخ' مفتیان کرام سے ربط وتعلم کا جذبہ ماپ لیں۔ اور پھر دیکھیں ہم عصر علماء کرام سے متعلق کیا جذبات پنہاں ہیں یہی شیشہ سامنے رکھ۔ اپنا قد کاٹھ ماپ اور توفیق ربانی کا طالب رہ۔ والله هو الموفق